جو مرنے سے بیس روز پہلے تک اردو کے متعلق فرمایا تھا کہ تقسیم ہند کے بعد بھی زبان کے متعلق میری وہی رائے ہے جو پہلے تھی !!

افسوس ہے گذشتہ ماہ میں جناب مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب کم وبیش پچانوے (۹۵) سال کی عمر میں اپنے وطن چاند پور ضلع مرادآباد میں اور جناب نہال سیوہاروی نے کراچی میں وفات پائی مولانا مرحوم اکابر علمائے دیوبند میں سے تھے۔ علاوہ علم وفضل کے بڑے خوش بیان مقرر کامیاب مناظر اور واعظ تھے تحریکِ خلافت کے زمانہ میں مرحوم کی تقریروں کی جن میں حقیقت وظرافت دونوں کا خوش گوار امتزاج ہوتا تھا ملک بھر میں دھوم تھی۔ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم اول دارالعلوم دیوبند سے نسبتِ روحانی تھی اور اس تقریب سے قطبِ وقت حضرت مفتیٔ اعظم مولانا عزیزالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تعلقِ خاص رکھتے تھے اور قطب عالم حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس علمی وروحانی کے مخصوص ہم نشینوں میں داخل تھے۔ اس لئے ذکر ومراقبہ کا شغل بھی رکھتے تھے ایک عرصہ تک مدرسہ امدادیہ مرادآباد کے روح رواں رہے ۔ ۳۰ء میں پھر دارالعلوم دیوبند کے ناظم تعلیمات ہو کر چلے گئے اب ادھر پندرہ سولہ سال سے عملاً خانہ نشین ہو گئے تھے خود بزرگ تھے اور بزرگوں کی نشانی تھے سینکڑوں ہزاروں علماء جن میں مولانا سید سلیمان ندوی ایسے بلند پایہ عالم بھی شامل ہیں ان کے فیضِ تلمذ سے مستفید ہوئے ۔حق تعالیٰ انھیں جنت الفردوس میں مقام جلیل عطا فرمائے ۔ آمین ثم آمین

جناب نہال سیوہاروی کی شہرت کا آغاز "برہان کے شاعر خاص" کی حیثیت سے ہوا جس میں تقسیم ہند سے قبل وہ بالالتزام غزلیں اور نظمیں لکھتے رہے مرحوم کا ذوقِ شعر وسخن اور ملکۂ شعر گوئی فطری اور وہبی تھا جس کو انھوں نے خلاف طبع معمولی سی سرکاری ملازمت کے باوجود مسلسل مطالعہ اور مشق ومزاولت کے ذریعہ جلا دے کر اتنا اجاگر کر لیا تھا کہ ان کا شمار پختہ کار اور صاحب فن اساتذہ کے زمرہ میں ہونے لگا تھا۔ ان کے کلام میں درد واثر سوز وگداز۔ عمقِ خیال۔ نزاکتِ احساس اور لطافت وشستگیٔ بیان جو حسنِ شعر کی جان ہیں یہ سب اوصاف پائے جاتے تھے ہ سینکڑوں منتشر غزلوں اور نظموں کے آزادی پران کی رباعیات کا ایک مجموعہ مکتبہ برہان سے اور نظموں اور غزلوں کا ایک مجموعہ "شباب وانقلاب" کے نام سے دلی کے ہی کسی ایک مکتبہ کی طرف سے شائع ہو چکے ہیں۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا